عہد نبوی کے غزوات و سرایا
اور
ان کے مآخذ پر ایک نظر

(۹)

سعید احمد اکبر آبادی

جنگ شروع ہوتی ہے

صفوں کی ترتیب و تنظیم اور ان کی تلقین و تعلیم سے فارغ ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر کے ساتھ عریشہ میں تشریف لے گئے تو اب جنگ کے شروع ہونے کا وقت آیا۔ ابن اسحٰق کی روایت کے مطابق لشکر قریش کی طرف سے سب سے پہلے اسود بن عبدالاسود المخزومی جو نہایت بہادر اور جان پر کھیل جانے والا تھا اچانک صف سے باہر نکلا اور درانہ اسلامی صفوں میں گھس آیا۔ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب نے جھپٹ کر اس پر تلوار کا ایسا شدید وار کیا کہ نصف پنڈلی سمیت اس کا پاؤں کٹ گیا۔ لیکن اس حالت میں بھی وہ کودا اور حوض کی طرف لپکا جہاں پہونچنے کی اس نے قسم کھا رکھی تھی، اب حضرت حمزہ نے پلٹ کر اس پر دوسرا وار اس زور کا کیا کہ حوض کے اندر اس کا کام تمام ہوگیا۔ مخزومی کے قتل نے جنگ کی آگ بھڑکا دی، چنانچہ اب لشکر قریش کی طرف سے تین بہادر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد عبد مناف کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے، یعنی شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ ایک ساتھ باہر نکلے اور عرب کے قاعدہ کے مطابق مبارزت طلب کی، اس چیلنج

کے جواب میں لشکر اسلام کی طرف سے قبیلۂ انصار کے تین نوجوان عوف، معاذ (جو عفرا کے بیٹوں کی نسبت سے مشہور ہیں) اور حضرت عبداللہ بن رواحہ آگے بڑھے، قریشیوں نے پوچھا: تم کون ہو؟ کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ انھوں نے کہا: ہم انصار میں سے ہیں، یہ سن کر قریشیوں نے ان کی تعریف کی۔ لیکن ان کے ساتھ نبرد آزما ہونے سے یہ کہکر انکار کردیا کہ ہم تو اپنی ہی قوم کے اور اپنے ہمسر لوگوں سے جنگ کرنا چاہتے ہیں، یہ سن کر تینوں انصاری نوجوان اپنی صفوں میں واپس آگئے، اور اب حضور کے حکم سے انھیں کے قبیلہ اور خاندان کے تین غازی حضرت حمزہ، حضرت عبیدۃ بن الحارث اور حضرت علی بن ابی طالب جو عمر میں سب سے چھوٹے تھے آگے بڑھ کر قریشیوں کے مدمقابل ہوئے اور مبارزت کے اصول کے ماتحت اپنا تعارف کرایا۔ قریشی بہادروں نے ان سے نبرد آزما ہونے کی ہامی بھرلی تو اب سب نے مل جل کر اپنا اپنا جوڑ منتخب کیا چنانچہ ولید بن عتبہ نے حضرت علی کو۔ حضرت عبیدہ بن الحارث نے شیبہ کو اور حضرت حمزہ نے عتبہ کو اپنا اپنا جوڑ قرار دیا[1] اور جنگ شروع ہوگئی، حضرت علی نے پہلا وار ہی ایسا بھرپور کیا کہ چشم زدن میں دشمن خاک پہ ڈھیر تھا، نوجوان بھتیجہ (حضرت علی) نے جو پھرتی دکھائی سن رسیدہ چچا (حضرت حمزہ) بھی اس سے کم نہ رہا، انھوں نے پہلو بچا کر اپنے حریف عتبہ پر اس زور کا حملہ کیا کہ وہ پچھڑ کر گرا اور دم توڑ گیا۔ اب رہا تیسرا جوڑ! تو اگرچہ حضرت عبیدۃ بن الحارث عمر رسیدہ تھے لیکن اس بہادری سے لڑے کہ شیبہ سے گتھم گتھا ہوگئے، کچھ دیر تک دونوں میں جنگ ہوتی اور ایک دوسرے پہ چوٹیں پڑتی رہیں، آخر کار حضرت عبیدہ نے پینترا بدل کر دشمن کے ایک ایسی

---

[1] صحیح بخاری باب غزوۂ بدر، صحیح بخاری میں حضرت علی سے یہ روایت بھی ہے کہ انھوں نے فرمایا: قرآن مجید کی آیت "هٰذان خصمان اختصموا فی ربھم" انھیں چھ قریشیوں کے بارہ میں نازل ہوئی تھی جن میں سے تین اس طرف تھے اور تین اس طرف۔

ضرب کاری لگائی کہ وہ اسے سہار نہ سکا، تڑپ کر گرا اور ختم ہوگیا[1] لیکن حضرت عبیدہ بھی شدید زخمی ہو گئے تھے، حضرت حمزہ اور علی انھیں اٹھا کر اسلامی کیمپ میں لے آئے، اس وقت درد و کرب کا یہ عالم تھا کہ ان کی کٹی ہوئی ران سے خون کا فوارہ چھوٹ رہا تھا۔ لیکن اس پر بھی فکر تھی تو شہادت کی، رحمت عالم کے سامنے آئے تو سر حضور کے قدموں پر رکھ دیا اور عرض پرداز ہوئے: یا رسول اللہ! میں ان زخموں سے مرگیا تو شہادت کا درجہ ملے گا؟ سرورِ کائنات نے فرمایا: کیوں نہیں! ضرور! اب ان میں امنگ پیدا ہوئی اور فخر سے بولے: آج اگر ابوطالب مجھے دیکھ لیتے تو انھیں معلوم ہوجاتا کہ ان کے اس شعر کا مصداق میں ہوں:

ونُسلِمُهُ حتیٰ نُصَرَّعَ دُونَهُ ونذهل عن ابنائنا والحلائل

ترجمہ: ہاں! اے اہل قریش! ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس وقت تک تمھارے حوالہ نہیں کریں گے جب تک ہم سب ان کی مدافعت کرتے ہوئے پچھڑ کر گر نہیں پڑیں گے اور اپنی آل اولاد اور بیویوں سے غافل نہیں ہوجائیں گے، آخر زخموں کی تاب نہ لاکر جب مسلمان مدینہ لوٹ رہے تھے وادی الصفراء میں وہ جان بحق ہوگئے۔

اس کے بعد عبیدہ جو سعید بن العاص کا بیٹا تھا بڑی آن بان سے صف سے باہر نکلا اور پکار کر بولا: "میں ابوذات الکرش ہوں" اس کے جواب میں ادھر سے حضرت زبیر آگے بڑھے اور جنگ شروع ہوگئی۔ عبیدہ زفرق تا بقدم خود اور زرہ بکتر میں غرق تھا، صرف اس کی آنکھیں نظر آرہی تھیں، اس لئے حضرت زبیر نے اس کی آنکھوں پر اس زور اور قوت سے نیزہ مارا کہ بلبلا کر زمین پر گرا اور مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کرگیا، نیزہ اس بری طرح

---

[1] معلوم نہیں اس موقع پر بغیر حوالہ کے مولانا شبلی نے یہ کہاں سے لکھ دیا کہ شیبۃ کو حضرت علی نے قتل کیا تھا۔ حالانکہ یہ چیز اصول مبارزت کے خلاف تھی۔

سر میں پیوست ہوا تھا کہ حضرت زبیر نے مقتول نعش پر پاؤں رکھ کر اسے پوری قوت سے کھینچا تو نکلا تو سہی، لیکن اس کے دونوں کنارے خمیدہ ہوگئے، یہ نیزہ کمال شجاعت و مردانگی کا نشان تھا، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حضرت زبیر سے طلب کر کے اپنے پاس رکھ لیا، آپ کے بعد یہ خلفائے راشدین میں دست بدست منتقل ہوتا رہا اور پھر حضرت زبیر کے خاندان میں آگیا[1]

حملۂ عام ولید، عتبہ، شیبہ اور عبیدہ جو یکے بعد دیگرے مارے گئے بڑے بہادر اور نامور ان قریش تھے ان کے قتل ہوجانے پر قریش آپے سے باہر ہو گئے اور حملۂ عام کی تیاری کرنے لگے، ادھر غیر معمولی جوش وخروش اور کشمکش کے باعث اسلامی لشکر کی صفوں میں یک گونہ بے ترتیبی پیدا ہوگئی تھی اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، صفوں کو مرتب ومنظم کیا اور پھر حضرت ابوبکر کو ساتھ لے کر عریشہ میں لوٹ آئے[2] اب لشکر قریش ایک سیلِ رواں کی طرح غصہ میں بھرے ہوئے اس طرح آگے بڑھے کہ چلتے جاتے اور تیروں کی بارش برساتے جاتے تھے، چونکہ ابھی فاصلہ پر تھے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے بموجب لشکر اسلام نے مضبوطی کے ساتھ اپنا مورچہ سنبھال لیا اور جنگ کے لئے تیار ہوگئے، لیکن تیر اندازی نہیں کی، گویا مسلمانوں نے اس وقت دفاعی پوزیشن اختیار کر رکھی تھی۔ فرمان نبوی پر عمل کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن نے جذبات سے بے قابو ہو کر دور سے جو تیر اندازی کی اور اس میں چابکدستی دکھائی تھی اس کے باعث لشکر اسلام کے قریب آتے آتے اس کے تیروں کا ایک بڑا ذخیرہ بیکار گیا اور وہ خود تازہ دم بھی نہیں رہا۔ اس کے برخلاف جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے قریب آئے تو مسلمانوں

---

[1] صحیح بخاری غزوۂ بدر

[2] الاستیعاب لابن عبد البر

نے تازہ دم تیر اندازی کی جو یقیناً بے اثر نہیں رہ سکتی تھی، اس کے بعد دونوں لشکر ایک دوسرے کے ساتھ گتھم گتھا ہو گئے تو فضا میں یکایک تلواریں اور نیزے اس طرح چمکنے لگے جیسے بادلوں میں بجلی، بلا کا رن پڑا اور غضب کا معرکہ بپا تھا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کمال خشوع و تضرع کا عالم طاری تھا۔ بار بار ہاتھ اٹھاتے اور فرماتے تھے: "اللّٰھم انشدك عھدك و وعدك ، اللّٰھم ان شئت لم تعبد" ترجمہ: "اے اللہ! میں تجھکو تیرا وعدہ اور عہد یاد دلاتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تو نے کچھ اور چاہا ہے تو پھر تیری عبادت نہ کی جائے گی۔" صحیح بخاری باب غزوۂ بدر میں حضرت ابن عباس سے صرف اتنے ہی الفاظ منقول ہیں، لیکن مسند احمد بن حنبل میں اور بعض اور مآخذ میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ رو ہوئے، دست مبارک دراز کئے اور کہنا شروع کیا: "اے اللہ! کہاں ہے وہ جس کا تو نے وعدہ کیا تھا، اے اللہ! تو نے جس چیز کا مجھ سے وعدہ کیا تھا اب اسے پورا فرما۔ اے اللہ! اگر اہل اسلام کی یہ جماعت قلیلہ ہلاک ہو گئی تو پھر دنیا میں کوئی تیری عبادت کرنے والا نہ ہوگا۔" حضرت عمر جو اس کے راوی ہیں ان کا بیان ہے کہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بار بار گڑگڑا گڑگڑا کے (یستغیث ربہ) یہ الفاظ کہتے جاتے اور دعا مانگتے جاتے تھے، یہاں تک کہ عالم بیخودی میں آپ کی چادر گر پڑی۔ حضرت ابوبکر نے یہ دیکھا تو پاس آئے، چادر اٹھا کر جسم اطہر پر ڈالی اور سرور کائنات کی پشت سے چمٹ کر بولے: "اے اللہ کے نبی بس کیجئے! آپ نے اپنے رب سے کافی عرض معروض کر دی، اس نے آپ سے جو وعدہ کیا تھا وہ اب پورا ہونے والا ہی ہے۔" بعض روایتوں میں ہے کہ دعا کرتے کرتے آپ ذرا سرنگوں ہو گئے اور اب جو سر اٹھایا تو زبان مبارک پر یہ ارشاد ربانی تھا:

سیھزم الجمع ویولون الدبر — یہ لوگ عنقریب شکست کھائیں گے اور پسپا ہوں گے۔[1]

---

[1] صحیح بخاری غزوۂ بدر، مگر اس میں سرنگوں ہونے کا ذکر نہیں ہے، ابن اسحٰق کے ہاں اس کا ذکر ہے۔

مسند امام احمد بن حنبل اور بعض اور کتب حدیث میں اس پر اتنا اضافہ اور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت زرہ پوش تھے، اسی حالت میں آپ فرط جوش سے اچھلتے جاتے اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے۔

اب میدان جنگ پر آپ نے نگاہ ڈالی تو یہاں کا نقشہ بدلنا شروع ہوگیا تھا۔ قریش کا لشکر جو گھنگھور گھٹا کی طرح امڈ کر آیا تھا اب وہ چھٹنے لگا۔ غازیان اسلام نے شجاعت و مردانگی کے وہ جوہر دکھائے کہ ان کے چھکے چھوٹ گئے، فوج میں افراتفری پیدا ہوگئی، مسلمانوں کی تیغ و سنان کے پے بہ پے حملوں سے دشمن کی لاشوں پر لاشیں گر رہی تھیں یا وہ گرفتار ہو رہے تھے، اسی عالم میں عفرا کے دو نوخیز بیٹے معوذ اور معاذ ابوجہل کی تاک میں سرگرداں اِدھر اُدھر پھر رہے تھے، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کے پاس سے ان کا گذر ہوا تو دونوں نے چپکے سے ان کے پاس جاکر پوچھا: "چچا جان! کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں" حضرت عبد الرحمٰن بن عوف بولے: ہاں میں اسے پہچانتا ہوں مگر بھتیجہ تم کروگے کیا؟ ایک لڑکے نے جواب دیا: میں نے سنا ہے کہ یہ شخص رسول اللہ کی شان میں اول فول بکتا ہے، اس لئے میں نے قسم کھائی ہے کہ اگر دیکھ لوں گا تو اسے بچ کر نہیں جانے دوں گا۔ ایک جب یہ کہہ چکا تو پھر دوسرے بھائی نے بھی یہی بات کہی، عبد الرحمٰن بن عوف کہتے ہیں: ان دونوں بھائیوں کی کم عمری اور ان کا تن و توش دیکھ کر ان کے اس عزم پر مجھکو بڑی حیرت ہوئی (حالانکہ بات حیرت کی نہ تھی، شمع اگر روشن ہو تو پروانہ کی عمر اور اس کے قد و قامت کا سوال چہ معنی دارد) اتنے میں ابوجہل چلتا پھرتا نظر آگیا تو میں نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: لو دیکھو، وہ ہے ابوجہل۔ یہ سنتے ہی دونوں بھائی لپک کر وہاں پہونچے اور یک لخت اس پر جھپٹ کے دونوں نے تلوار کا ایسا وار کیا کہ ٹھنڈا ہو کر گر پڑا۔ بعد ازاں حضور نے ابوجہل کی خبر لانے کے لئے حضرت عبد اللہ بن مسعود کو بھیجا تو اس وقت تک اس میں رمق حیات باقی تھی، عبد اللہ بن مسعود نے رہا سہا اس کا کام تمام کردیا اور آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مژدہ جا سنایا[۱]

عتبہ، شیبہ اور ولید ایسے نامورانِ قریش پہلے ہی قتل ہو چکے تھے، اب ابوجہل کے قتل نے رہے سہے حواس بھی ختم کر دیے اور لشکر قریش میں بھگدڑ مچ گئی، مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا، جو ہاتھ لگ گیا اسے سپرد تیغ کر دیا یا گرفتار کر لیا، اب جو جنگ کا مطلع صاف ہوا تو معلوم ہوا کہ لشکر اسلام میں سے صرف چودہ مسلمان شہید ہوئے ہیں جن میں چھ مہاجر تھے اور آٹھ انصار۔ ان میں چھ قبیلۂ اوس سے تعلق رکھتے تھے اور دو خزرج کے تھے، اس کے بالمقابل ستّر آدمی فریق مخالف کے مارے گئے اور ستر ہی گرفتار ہوئے۔ اب ہم ذیل میں تین فہرستیں نقل کرتے ہیں جن سے فریقین کے نقصانات کا اور اس جنگ کی تاریخی اہمیت کا صحیح اندازہ ہوگا۔

(۱)

شہدائے بدر

نمبر	نام	قبیلہ و کیفیت
۱	حضرت عبیدۃ بن الحارث بن المطلب	بنو المطلب بن عبد المناف قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے قریش کے مشہور شہسوار تھے، مکہ میں پیدا ہوئے، حضور رجب دار ارقم میں داخل ہوئے ہیں، اس سے

[۱] ارباب علم پر پوشیدہ نہیں ہے کہ قتل ابوجہل کے سلسلہ میں علما نے طول طویل بحثیں کی ہیں کہ معاذ ابن عفرا ہیں یا ابن عمرو بن الجموح، پھر یہ کہ ابوجہل کا اصل قاتل کون ہے، وغیرہ وغیرہ، لیکن یہ بحثیں ہمارے دائرۂ کار سے خارج ہیں اس لئے ہم نے صرف صحیح بخاری اور مسند امام احمد بن حنبل کو سامنے رکھ کر کچھ اس سے لیا اور کچھ اُس سے لیا اور اس طرح نفس واقعہ کا ایک خاکہ تیار کیا ہے۔

		پہلے اسلام لا چکے تھے، حضور سے عمر میں دس برس بڑے تھے، سنہ ھ میں ساٹھ آدمیوں کا جو دستہ بھیجا گیا تھا اس کے علمبردار یہی تھے۔
۲	حضرت عمیر بن ابی وقاص	قبیلۂ بنو زہرۃ بن کلاب۔ حضرت سعد بن ابی وقاص کے برادر خورد، شہادت کے وقت عمر سولہ یا سترہ برس تھی، حضور نے جب لشکر کا جائزہ لیا تو کم سنی کے باعث ان کو واپس کر دینا چاہا یہ رونے لگے، اس پر حضور نے اجازت عطا فرما دی، یہ لڑے اور شہید ہو گئے۔
۳	״ ذوالشمالین ابن عبد عمرو بن نضلۃ الخزاعی	حلیف بنی زہرہ۔ حافظ ابن عبد البر (الدرر) نے اس پر تنبیہ کی ہے کہ امام زہری تک کو یہ مغالطہ ہو گیا ہے کہ وہ ان کو وہی ذوالیدین سمجھ بیٹھے ہیں جن کی طرف حدیث سہو میں اَقُصِرَتِ الصلوٰۃ ام نسیت یا رسول اللہ کہنا منسوب ہے حالانکہ یہ الگ الگ دو شخص ہیں، کیونکہ حدیث سہو کے راوی حضرت ابوہریرہ ہیں اور ان کا اسلام ذوالشمالین کی شہادت کے بعد کا ہے۔
۴	״ عاقل بن البکیر	حلیف بنی عدی بن کعب بن لوئی۔ اسلام کے سابقین اولین میں سے تھے، دار ارقم میں حضور سے بیعت کی تھی، ان کا اصل نام غافل تھا، حضور نے اسے بدل کر عاقل کر دیا۔

۵	حضرت صہیب	حضرت عمر کے آزاد کردہ غلام! یہ بھی سابقین اولین میں سے تھے۔
۶	" صفوان بن بیضاء	قبیلۂ بنی الحارث بن فہر سے تھے۔
۷	" سعد بن خیثمہ انصاری	بنی عمرو بن عوف (خزرج کی ایک شاخ) سابقین اسلام میں سے ہیں، بیعت عقبہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بارہ نقیب منتخب کئے تھے ان میں ایک یہ بھی تھے، یہ نوجوان تھے، غزوۂ بدر میں شرکت کے لئے انھوں نے اور ان کے والد حضرت خیثمہ نے قرعہ اندازی کی تو حضرت سعد کا نام نکلا۔ باپ نے ہر چند کہا کہ بیٹے مجھے غزوہ میں جانے دے لیکن حضرت سعد نہ مانے اور بولے: ابا جان! اگر سودا جنت کے علاوہ کسی اور چیز کا ہوتا تو میں آپ کی بات مان لیتا چنانچہ گئے، بڑی بہادری سے لڑے اور شہید ہوگئے،
۸	" مبشر بن عبدالمنذر بن زنبر انصاری	قبیلہ خزرج، حضرت ابولبابہ کے بھائی تھے جن کو حضور نے مقام الروحاء سے مدینہ کا امیر بنا کر واپس کر دیا تھا۔
۹	" یزید بن الحارث انصاری	قبیلہ خزرج۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں اور حضرت ذو الشمالین میں مواخات کرائی تھی۔
۱۰	" عمیر بن الحمام انصاری	قبیلہ خزرج کی شاخ بنی سلمہ، یہ وہی ہیں جن کا تذکرہ مضمون میں آچکا ہے کہ کھجور کھاتے کھاتے

		انھیں پھینک دشمن کی صفوں میں گھس گئے اور شہید ہوگئے۔
۱۱	رر رافع بن المعلی انصاری	قبیلۂ خزرج ، ابوجہل کے بیٹے عکرمہ کے ہاتوں شہید ہوئے
۱۲	رر حارثہ بن سراقہ انصاری	قبیلۂ اوس کی شاخ بنی النجار۔
۱۳	رر عوف بن الحارث	"اوس" کی شاخ بنی غنم سے تھے ، دونوں بھائی تھے اور نوجوان ! ابنا عفرا کے لقب سے مشہور ہیں
۱۴	رر معوذ بن الحارث	

ڈاکٹر محمد حمید اللہ لکھتے ہیں : "ان شہدائے بدر کا مقبرہ ایک ممتاز احاطے میں آج بھی موجود ہے ، ترکوں کے زمانہ میں یہاں سنگ مرمر کے ستون اور کتبے وغیرہ لگائے گئے تھے۔ مگر اب یہ کھنڈر ہو چکے ہیں۔

(۲)

مقتولین بدر

۱	عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس	قریش کی شاخ عبد مناف
۲	شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس	رر
۳	ولید بن عتبہ	رر
۴	حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب	رر
۵	الحارث بن الحضرمی	رر
۶	عامر بن الحضرمی	رر
۷	عمیر بن ابی عمیر	رر
۸	عمیر کا بیٹا	رر

۹	عبیدہ بن سعید بن العاص	قریش کی شاخ عبدمناف
۱۰	العاص بن سعید بن العاص	"
۱۱	عقبہ بن ابی معیط	"
۱۲	عامر بن عبداللہ النمری	بنی عبدشمس بن عبدمناف کا حلیف
۱۳	حارث بن عامر بن نوفل	بنی نوفل بن عبدمناف
۱۴	طعیمہ بن عدی بن نوفل	"
۱۵	زمعہ بن الاسود بن المطلب	بنی اسد بن عبدالعزی
۱۶	ابوالبختری بن ہشام	"
۱۷	حارث بن زمعہ	"
۱۸	نوفل بن خویلد بن اسد	" یہ حضرت خدیجہ کا بھائی، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا برادر نسبتی تھا، لیکن نہایت سرکش اور حضور کی جان کا دشمن
۱۹	عقیل بن الاسود بن المطلب	"
۲۰	عقبہ بن زید	یمن کا باشندہ اور بنی اسد کا حلیف
۲۱	عمیر	بنی اسد کا غلام
۲۲	النضر بن الحارث بن کلدہ	بنی عبدالدار بن قصی، یہ لشکر قریش کا علمبردار تھا، نہایت بدطینت اور کمینہ فطرت انسان تھا، مکہ کے زمانۂ قیام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذارسانی میں پیش پیش رہتا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس کو حضرت علی نے مدینہ واپس جاتے ہوئے وادی صفرا کے

		مقام اثیل میں قتل کیا۔
۲۳	زید بن ملیص	بنی عبدالدار بن قصی
۲۴	نبیہ بن زید بن ملیص	حلیف بنی عبدالدار ، اول بنو مازن اور پھر بنو تمیم سے۔
۲۵	عبید بن سلیط	حلیف بنی عبدالدار ، قبیلہ قیس
۲۶	مالک بن عبیداللہ بن عثمان	بنی تیم بن مرہ ، یہ جنگ میں قتل نہیں ہوا تھا۔ بلکہ گرفتار ہوا اور اسی حالت میں مرگیا۔
۲۷	[illegible]رو بن عبداللہ بن جدعان	بنی تیم بن مرہ
۲۸	عمیر بن عثمان	//
۲۹	عثمان بن مالک	//
۳۰	ابوجہل بن ہشام	بنی مخزوم ، لشکر قریش کا کمانڈر ان چیف اسلام کا اور حضور کا شدید ترین دشمن۔
۳۱	عاص بن ہشام بن المغیرہ	بنی مخزوم !
۳۲	یزید بن عبداللہ	حلیف بن مخزوم ، بنو تمیم قبیلہ ،
۳۳	ابو مسافع الاشعری	//
۳۴	حرملہ بن عمرو	//
۳۵	مسعود بن ابی امیہ	بنی مخزوم ، حضرت ام سلمہ زوجۂ حضور کا بھائی
۳۶	ابو قیس بن الولید	// حضرت خالد بن الولید کا بھائی
۳۷	ابو قیس بن الفاکہہ بن المغیرہ	بنی مخزوم
۳۸	رفاعہ بن عابد بن عبداللہ	//
۳۹	منذر بن ابی رفاعہ بن عابد	//

۴۰	سائب بن ابی السائب بن عابد	بنی مخزوم ۔ لیکن ابن ہشام ج ۲ ص ۳۶۹ میں ہے کہ یہ قتل نہیں ہوئے بلکہ بعد میں مسلمان ہوگئے تھے اور حضور نے حنین کے مال غنیمت میں سے ان کو حصہ دیا تھا۔ ابن عبد البر نے بھی مقتولین کی فہرست میں ان کا نام لکھنے کے بعد لکھا ہے وقیل قیل لم یقتل السائب یومئذٍ بل اسلم بعد ذالک ۔ ص ۱۱۸ واللہ اعلم
۴۱	اسود بن عبد الاسد	بنی مخزوم
۴۲	حاجب بن السائب بن عویمر	"
۴۳	عویمر بن السائب بن عویمر	"
۴۴	عمرو بن سفیان	حلیف بنی مخزوم ، قبیلہ طے
۴۵	جابر سفیان	" "
۴۶	عبد اللہ بن المنذر بن ابی رفاعہ	بنی مخزوم
۴۷	حذیفہ بن ابی حذیفہ	"
۴۸	ہشام بن ابی حذیفہ	"
۴۹	زہیر بن ابی رفاعہ	"
۵۰	السائب بن ابی رفاعہ	"
۵۱	عائذ بن السائب بن عویمر	"
۵۲	عمیر	حلیف بنی مخزوم قبیلہ طے

۵۳	خیار	حلیف بنی مخزوم
۵۴	منبہ بن الحجاج بن حذیفہ	بنی سہم بن عمرو، حضرت عمرو بن العاص کا قبیلہ
۵۵	عاص بن منبہ بن الحجاج	"
۵۶	نبیہ بن الحجاج	"
۵۷	ابو العاص بن قیس بن عدی	"
۵۸	عاصم بن ضبیرہ بن سعید	"
۵۹	حارث بن منبہ بن الحجاج	"
۶۰	عامر بن عوف بن ضبیرہ	"
۶۱	معاویہ بن عامر	بنی عامر بن لوئی
۶۲	معبد بن وہب	حلیف بنی عامر، قبیلہ بنی کلب بن عوف
۶۳	امیہ بن خلف	بنی جمح بن عمرو بن ہصیص، یہی وہ شخص ہے حضرت بلال جس کے غلام تھے اور جو ان کے قبول اسلام کی پاداش میں انھیں سخت ترین ایذائیں دیتا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکر نے انھیں خرید کر آزاد کیا۔
۶۴	علی بن امیہ بن خلف	امیہ کا بیٹا
۶۵	اوس بن معیر بن لوذان	بنی جمح بن عمرو بن ہصیص
۶۶	سبرہ بن مالک .	حلیف بنی جمح بن عمرو بن ہصیص
۶۷و۶۸	دو نامعلوم الاسم غلام	بنی عبد شمس
۶۹و ۷۰	ان کے ناموں اور قبیلہ کا پتہ نہیں لگا۔	

باقی